حکیم محمود احمد ظفر تاریخ

ہندوستان میں عیسائیت کی یلغار۔ قسط ۱۰

پادری فنڈر نے ہندوستان آنے سے قبل "میزان الحق" تصنیف کر لی تھی۔ اس کتاب کا موضوع اسلامی عقائد اور ضروریات دین میں شک و ارتیاب کے کانٹے نکالنا تھا۔ چنانچہ اس میں اس نے اپنے پیش رو عیسائی مشنری پادری لی (LEE S REV) کی کتاب "عیسائیت اور اسلام کی مناظرانہ تحریریں"

TRACTS ON CHRISTIANITY AND MOHAMMEDANISM) (CONTROVERSIAL

مطبوعہ کیمبرج ۱۸۲۴ء اور پادری چارلس فاسٹر (CHARLES FOSTER) کی تصنیف "راز اسلام طشت از بام" (MOHAMMEDANISM UNVEILED) مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء سے بہت فائدہ اٹھایا تھا۔ فنڈر کی کتاب "میزان الحق" سب سے پہلے شوش (SHUSHY) سے ۱۸۳۵ء میں شائع ہوئی اور اسکے بعد اس کا اردو ترجمہ مرزاپور سے ۱۸۴۳ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں پادری فنڈر نے

اولاً یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ قرآن حکیم کی رو سے بائیبل بھی الہامی کتاب ہے اور یہ کہنا کہ متاخر الہام کے ذریعہ قدیم الہام منسوخ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت سے بعید ہے کیونکہ حق تعالیٰ کو اس کی حاجت نہیں کہ وہ زمانہ کے تغیرات کے ساتھ اپنے احکامات میں کوئی ترمیم کرے۔

کتاب کا دوسرا باب جو کتاب کے نصف صفحات پر پھیلا ہوا ہے اس میں فنڈر نے عیسائیت کے عقائد اور اسکی تعلیمات کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ عیسائیت کے پاس ایک مکمل ضابطہ اخلاق موجود ہے۔ جو ہر زمانہ کی ضرورت پوری کرنے کیلئے کافی ہے۔ کتاب کے آخری حصہ میں اسلام پر اعتراضات کئے گئے ہیں جن کا بڑا حصہ مذکورہ بالا پادری لی (LEE REV) اور پادری چارلس فاسٹر (FOSTER CHARLES) کی کتابوں سے لیا گیا ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیش گوئیوں سے انکار، قرآن حکیم کا بائبل سے ماخوذ ہونا۔ تقدیر پر اعتقاد۔ گناہوں پر ندامت۔ معافی طلب کرنا نجات کیلئے کافی نہ ہونا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و اعمال پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ آخر میں ایک ضمیمہ ہے جس میں چھ افراد کے قبول عیسائیت کی روداد بیان کی گئی ہے۔

پادری فنڈر کا دوسرا مختصر کتابچہ "مفتاح الاسرار" ہے جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت اور تثلیث کی حقانیت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصنف نے اس کتابچہ میں اس بات پر خاص طور سے زور دیا ہے کہ قرآن کریم میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ ان کی الوہیت کی مظہر ہیں۔ تثلیث کے

ثبوت میں فنڈر کہتا ہے کہ مابعد الطبیعاتی نقطہ نظر سے وحدت کا وجود محال ہے۔ کیونکہ ایسی وحدت محض کسی شئی کے وجود تک محدود ہو گی۔ جو معطل اور بے حرکت ہو گی۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ایسے کسی وجود کے ساتھ عقل اور ارادہ کو بھی شامل کیا جائے۔ فنڈر اس دلیل کو پیش کرتے ہوئے یہ نظر انداز کر دیتا ہے کہ عیسائیت تثلیث کے ذریعہ جن دو اشخاص کو الوہیت میں شریک کرتی ہے۔ وہ عقل اور ارادہ کی طرح صفات نہیں بلکہ وہ بذات خود ان صفات کے حامل وجود ہونے کے دعویدار ہیں۔

فنڈر نے جونہی اپنی کتاب "مفتاح الاسرار" لکھی اور وہ کتاب زیور طباعت سے مزین ہو کر لوگوں کے ہاتھوں میں آئی تو پھر تو دہلی، آگرہ اور لکھنو کے علماء کے ساتھ بحث و مناظرہ کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ کئی مسلمانوں کے عقائد متزلزل ہو گئے۔ اس وجہ سے عیسائی مبلغین اور حکومت کی نگاہ میں پادری فنڈر کا وقار و اعتبار بڑھ گیا۔ خود فنڈر کو بھی اس بات پر فخر و غرور تھا کہ وہ فارسی اور اردو زبان سے واقف ہے۔

فنڈر کی تیسری تصنیف "طریق الحیات" تھی جس میں اس نے عیسائیت کے نقطہ نظر سے گناہ کی اصل حقیقت یا ماہیت اور سیدنا عیسی علیہ السلام کی شہادت کے ذریعہ نجات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ اس طرح سے یہ کتاب گویا "میزان الحق" کا تتمہ ہے جس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گناہ کے متعلق اسلام کا یہ نظریہ کہ وہ انسان کی ایک داخلی کمزوری ہے۔ جس پر توبہ اور عبادات کے ذریعہ فتح حاصل کی جا سکتی ہے۔ گناہ انسان کے ضمیر کو مردہ کر دیتا ہے۔ فنڈر کا کہنا ہے کہ گناہ صرف عمل کے ذریعہ ہی سرزد نہیں ہوتا بلکہ گناہ کیلئے انسانی رجحان اور ارادہ بھی قابل سزا ہے۔ جس سے صرف اور صرف سیدنا عیسی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان کے ذریعہ ہی نجات مل سکتی ہے۔

فنڈر نے ان کتابوں کے علاوہ اردو زبان میں ایک رسالہ بھی جس کا نام "ثمر زندگانی" تحریر کیا تھا جس میں عیسائی عقائد و اخلاق سے متعلق اقتباسات جمع ہیں۔

فنڈر نے ہندوستان میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز عوامی اجتماعات میں تقریروں سے کیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی تقریبات، میلوں ٹھیلوں میں بھی وہ تقریریں کر کے اسلامی عقائد کے بارہ میں شکوک و شبہات کے کانٹے پیدا کرتا اور پھر سامعین کو یہ مشورہ دیتا کہ وہ مسیحی عقائد کو قبول کر لیں۔ جو شخص مسیحی عقائد پر ایمان لائے بغیر اس دنیا سے چلا جائے گا وہ گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر لاد کر اس دنیا سے جائے گا۔

پادری فنڈر کی جرأت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ وہ جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر مسلح پولیس کی نگرانی و حمایت میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف تقریریں کر کے انہیں مسیحیت قبول کرنے کی دعوت عام دیتا۔ پولیس والے زبردستی دکانوں اور شاہراہوں سے لوگوں کو جمع کر کے پادری فنڈر کی تقریر سننے پر مجبور کرتے۔

پادری فنڈر کے تربیت یافتہ مبلغین دیہاتیوں میں بھی جا کر سادہ لوح دیہاتوں کو مسیحی مذہب کی دعوت دیتے۔ جنوبی ہند کے شہروں میں انگریزی زبان میں تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو خطاب کیا جاتا۔ فنڈر کے کام میں وہ لوگ خاص طور پر معاون و مددگار ہوتے جو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن چکے تھے۔ ان لوگوں میں صفدر علی، عماد الدین، سید عبداللہ آتھم، منشی محمد حنیف، موتی تمد مسیح کے ساتھ ڈاکٹر برخوردار خان قابل ذکر ہیں۔

پادری فنڈر کی تبلیغ و اشاعت کا دوسرا طریقہ یہ تھا کہ اس نے اپنے ان کتابوں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اور ان کے اردو ترجموں کو وسیع پیمانے پر مسلمانوں خصوصاً علماء کے طبقہ میں تقسیم کیا، کیونکہ حکومت وقت کا پورا خزانہ اس کے لئے کھلا تھا۔ روپے پیسے کی کوئی کمی نہ تھی۔ حکومت برطانیہ نے اپنے اس مذہب کی نشر و اشاعت کیلئے تمام وسائل اس کو مہیا کئے ہوئے تھے۔ فنڈر کی یہ کتابیں جب عوام اور طبقہ علماء میں پہنچیں تو انہیں سخت تشویش ہوئی۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ کفر نے اسلام کو کھلا چیلنج کیا تھا اور اہل کفر نے اس طرح اہل اسلام کو اور خصوصی طور پر علماء کے طبقہ کو دعوت ارتداد دی تھی۔ اور دعوت بھی ایسی جسے حکومت وقت کی بھرپور حمایت حاصل تھی اور حکومت کے تمام ذرائع اس کی پشت پر تھے۔ علماء کو خطرہ تھا کہ کہیں عوام ترغیب و ترہیب یا طمع و خوف میں اسلام کو چھوڑنا شروع نہ کر دیں یا ان کتابوں کے کسی مغالطہ یا دلیل سے متاثر ہو کر اسلام کے بارہ شکوک و شبہات اپنے ذہن میں پیدا نہ کر لیں۔ چنانچہ علمائے اسلام نے ان کتابوں کے اور خصوصی طور پر "میزان الحق" (جو کہ اصل کتاب تھی اور فنڈر کی دوسری کتابیں اسی کی تشریح و تفصیل تھیں) کے جوابات دینے شروع کئے۔

سب سے پہلے شمال مغربی صوبہ جات کی محمڈن سوسائٹی (MOHAMMEDAN SOCIETY OF THE NORTH WESTERN PROVINCES) نے ان کتابوں خصوصاً "میزان الحق" کے جواب میں چند مختصر کتابچے شائع کئے۔ لیکن ان میں فنڈر کے اعتراضات کے شافی اور مدلل جواب دینے کے بجائے اکثر اعتراضات کے بارہ میں صرف یہ کہا گیا تھا کہ اس نے جو دلائل دیئے ہیں وہ ناقابل فہم ہیں۔

پادری فنڈر نے اپنی تصنیفات کے نسخے دربار اودھ سے منسلک مجتہد سید علی کو بھی ۱۸۴۲ء میں ارسال کئے تھے۔ شیعہ مجتہد سید علی نے فنڈر کی فارسی دانی کی تعریف کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ ان کتابوں کو تحریر کرنے میں کسی اہل زبان کی خدمت سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے ایک شاگرد سید محمد ہادی (جو مذہباً سنی العقیدہ تھے) کو پادری فنڈر کا جواب لکھنے پر مامور کیا۔ سید محمد ہادی نے ۲۲۲ صفحات پر مشتمل ایک کتاب تحریر کی جو "مفتاح الاسرار" کے جواب میں تھی۔ یہ کتاب ۱۸۴۵ء میں لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

یہ کتاب اگرچہ فارسی میں تھی لیکن اس میں طویل عربی عبارتیں اور اقتباسات نقل کئے گئے تھے۔ اگرچہ اس میں فنڈر کی کتاب "مفتاح الاسرار" کا مدلل جواب دیا گیا تھا اور خود سیدنا عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال سے عیسائی عقائد کی تکذیب و تردید کی گئی تھی۔ لیکن "میزان الحق" میں اسلام پر کئے گئے اعتراضات سے بحث نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ اسے "میزان الباطل" سمجھ کر اس سے اعراض برتا گیا تھا۔

اسی زمانہ میں پادری فنڈر کی سید رحمت علی (۱) اور محمد کاظم علی سے خط و کتابت ہوتی رہی۔ جو ۱۸۴۲ء سے شروع ہو کر ۱۸۴۴ء یا ۱۸۴۵ء تک چلتی رہی۔ یہ سلسلہ اس وقت ختم ہو گیا جب پادری فنڈر نے جواب دینے سے

۱ے سید رحمت علی اور مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ دو مختلف شخصیات ہیں۔ لیکن اہل مغرب نے ان دونوں کو خلط ملط کر دیا ہے تاکہ لوگ دونوں حضرات کو ایک شخصیت ہی سمجھنے لگیں، حالانکہ سید رحمت علی وہ ہیں جن سے پادری فنڈر کی صرف خط و کتابت ہوئی تھی جبکہ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے باقاعدہ زبانی مناظرہ کر کے فنڈر کو شکست فاش دی تھی۔ اس طریقہ سے انگریز مورخین پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور بجائے مولانا رحمت اللہ کے سید رحمت علی کا نام لیتے ہیں تاکہ پادری فنڈر کی شکست کا ذکر نہ آنے پائے۔

انکار کر دیا۔ ایک روایت اس سلسلہ میں یہ ہے کہ ماسٹر رام چند (نو عیسائی) اور سائمن فریزر نے بے سروپا اعتراضات کی بارش شروع کر دی اور کھلم کھلا یہ کہنے لگے کہ نعوذ باللہ "جو کتاب اسلام کے رسول ﷺ نے دنیا کو دی ہے۔ اس کا کلام اللہ ہونا ظاہری اور باطنی سند سے خارج ہے"۔ (ملاحظہ ہو مخطوطہ بوڈلین لائبریری آکسفورڈ نمبر ۲۱۷۔ (MS MILL) تو محمد کاظم علی سجادہ نشین درگاہ حضرت سلیم چشتی آگرہ، سید رحمت علی اور رئیس الاحرار حضرت مولانا حسرت موہانی کے جد امجد مولانا آل حسن نے ۱۸۴۳ء میں پادری فنڈر کو باقاعدہ چیلنج کیا اور پبلک مناظرہ کی دعوت دی، لیکن پادری فنڈر کا تبادلہ پشاور ہو گیا یا کر دیا گیا اور عیسائی سرگرمیاں نسبتاً ہلکی پڑ گئیں۔ لیکن شرارت انگیز رسالوں اور کتابوں نے فضا کو نہایت مکدر کر دیا ہوا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد کاظم علی، سید رحمت علی مولانا آل حسن نے پہلے تو پادری فنڈر کو زبانی مناظرے کا باقاعدہ چیلنج کیا لیکن جب پادری فنڈر کا پشاور تبادلہ ہو گیا تو مولانا سید رحمت علی اور محمد کاظم نے فنڈر سے خط و کتابت شروع کر دی۔

دو تین سال تک یعنی ۱۸۴۵ء تک خط و کتابت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر پادری فنڈر نے ان حضرات کے خطوط کا جواب دینا بند کر دیا۔ فنڈر کا جواب دینے سے انکار اس وجہ سے تھا کہ اسکے پاس ان دونوں حضرات کے سوالوں کا جواب نہیں تھا۔

ان خطوط میں محمد کاظم علی مرحوم نے فنڈر سے یہ سوال کیا تھا کہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے خود ہی یہ کہا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی ہدایت کیلئے آئے ہیں تو پھر ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ کیا ان کی تکذیب نہیں ہے؟ اس سوال کے جواب میں پادری فنڈر کو بالآخر یہ اقرار کرنا پڑا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اصلاً یہودیوں کے لئے تھی اور ان کی تعلیمات ان کی دنیوی زندگی میں (یعنی مصلوب ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے پہلے) تکمیل کو نہیں پہنچی تھیں۔ مولانا سید رحمت علی اور محمد کاظم علی نے اپنے خطوط میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے حواریوں کے الہام اور نبی آخرالزمان ﷺ کے بارہ میں بائیبل کی پیش گوئیوں کے متعلق مسائل بھی اٹھائے۔ لیکن پادری فنڈر ان کا کوئی شافی اور کافی جواب نہیں دے سکا تھا۔ کیونکہ حق حق ہوتا ہے اور باطل باطل، اور باطل حق کا سامنا نہیں کر سکتا۔

پادری فنڈر اور آگرہ کے مولانا سید علی حسین کے درمیان بھی اسلام اور عیسائیت کی حقانیت کے بارہ میں خط و کتابت ہوتی رہی تھی جسے مرزا پور کے ایک مشنری ماہنامہ "خیر خواہ ہند" نے شائع کیا تھا۔ مولانا سید علی حسین نے بعد میں رد عیسائیت پر ایک کتاب بھی لکھی تھی جو غالباً لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔ لیکن اس کے بارہ میں کوئی تفصیل دستیاب نہیں ہو سکی۔ اسی زمانہ میں لکھنؤ میں کسی نامعلوم شخص نے پادری فنڈر کی تصنیفات کے جواب میں "خلاصہ صولت الضیغم" کے نام سے ۱۸۴۳ء مطابق ۱۲۵۸ھ میں ایک کتابچہ شائع کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتابچے کا مصنف ایسٹ انڈیا کمپنی کا کوئی ملازم تھا جس نے اپنا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

جن ہندوستانی علماء نے فنڈر کی کتاب "میزان الحق" کی تردید میں کتابیں لکھیں ان میں ناصر الدین ابوالمنصور دہلوی، اور شیخ محمد آل حسن رضوی شامل ہیں۔ لیکن حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کی شخصیت

اور تصنیفات نے عیسائی مبلغین اور عیسائی دعوت و تبلیغ کی راہ میں کوہ گراں کھڑا کر دیا۔

سید آل حسن رضوی کی کتاب استفسار کے مطالعہ سے فنڈر نے اندازہ لگا لیا کہ اسکی کتاب "میزان الحق" میں کچھ بنیادی خامیاں ہیں۔ اس لیئے اس نے اپنی کتاب کا از سر نو جائزہ لے کر بعض عبارتوں کو حذف کر کے آگرہ سے فارسی میں نیا ایڈیشن ۱۸۴۹ء میں شائع کر دیا۔ اس کے ایک سال بعد ۱۸۵۰ء میں اردو ترکی ایڈیشن بھی شائع ہو گیا۔

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور دیگر علماء نے "میزان الحق" پڑھنے والوں کو متنبہ کیا کہ اس کتاب میں بعض مقامات پر نقل اصل کے مطابق نہیں ہے۔ جو شخص اس ترمیم و اضافہ سے واقف نہیں وہ یہ سمجھے گا کہ تردید اور نقل کرنے والوں نے عبارت کے نقل کرنے میں غلطی کی ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ تردید کرنے والوں نے جو عبارتیں نقل کی ہیں وہ صحیح اور درست ہیں۔ البتہ میزان الحق کے مصنف نے ان عبارتوں کو نئے ایڈیشن میں یکسر تبدیل کر دیا ہے جن کے جوابات علماء نے دے دیئے تھے۔ جب پادری فنڈر کو اپنے دلائل کے بودے پن کا احساس ہوا تو اس نے ان عبارتوں کو اس طرح حذف کیا تا کہ یہ پتہ نہ چل سکے کہ کون سی عبارت کس ایڈیشن میں تھی۔ نئے ایڈیشن میں پرنٹ لائن اور سن طباعت بھی نہیں۔

پادری فنڈر کے جواب میں جتنی بھی کتابیں اس وقت تک لکھی گئی تھیں ان میں سے کسی میں بھی اس کے اعتراضات خصوصاً میزان الحق کا مدلل اور شافی جواب موجود نہیں تھا بالآخر ۱۸۵۴ء میں پادری فنڈر اور حضرت مولانا کیرانوی کے درمیان آگرہ میں مناظرہ ہوا جس میں فنڈر لاجواب ہو کر مناظرہ کے آخری دنوں میں گھر بیٹھ رہا۔ جو کہ اس کی شکست کا ایک واضح اعتراف تھا۔

ڈاکٹر سنگلر نے پادری فنڈر کی "میزان الحق" کو منقح کر کے چوتھی مرتبہ اسے طبع کیا۔ اس نے اس کے مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کر دیا۔ اسکے مضامین میں کافی ردو بدل کیا۔ اس میں بہت سا حک و اضافہ بھی کیا اور یہ بتانے کی کوشش کی کہ یہ سب کچھ علمی انکشافات کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ ایک قاری اس کتاب کے مختلف ایڈیشنوں میں بنیادی اختلافات پاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے نئے ایڈیشن پرانے اور قدیم ایڈیشنوں کے ناسخ ہیں۔ جدید ایڈیشن ویسے بھی حجم و ضخامت میں قدیم ایڈیشنوں سے چھوٹے ہیں۔

ڈاکٹر سنگلر نے میزان الحق کا یہ آخری ایڈیشن منقح اور تمام غلط حوالوں اور باتوں کی جھاڑ جھنکار سے صاف کر کے عربی زبان میں مصر سے شائع کیا۔ لیکن اس نے اس میں اس کا سن طباعت نہیں بتایا اور نہ کوئی پرنٹ لائن اس پر لگائی۔ نہ اس پر مولف کا نام لکھا اور نہ ہی ایڈیٹ کرنے والا کا جیسا کہ ان لوگوں کی اکثر کتابوں میں عادت ہوتی ہے۔ اس کتاب کا صرف ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں نمبر ۸۸ لاھوت ۱۹۹۹/۶۲۳ کے تحت موجود ہے۔ یہ نسخہ کئی اہم معلومات سے خالی ہے اور صفحات کے نمبروں میں بھی بہت سی اغلاط کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

۱۹۸۳ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر باڈل کے مرکز الشبیبہ نے میزان الحق کو کئی زبانوں میں طبع کیا۔ ان میں عربی زبان کا نسخہ تین چھوٹے چھوٹے حصوں میں جن میں مسلسل صفحات لگے ہوئے ہیں۔ نہایت خوبصورت طریقے سے طبع کیا ہے۔ اس عربی ایڈیشن کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ تیسرا ایڈیشن ہے۔ لیکن پرنٹ لائن اس پر بھی نہیں دی گئی۔ چنانچہ نہ سن طباعت ہے نہ پریس کا نام اور نہ ہی وہ شہر جہاں اسکی طباعت ہوئی ہے۔

اس ایڈیشن میں سابقہ ایڈیشنوں کے بہت سے مقامات پر اضافہ اور حذف کیا گیا ہے اور بعض فصلیں بھی زیادہ کر دی گئی ہیں۔ اس ایڈیشن کے پہلے حصہ پر جلی خط میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "لا تحریف فی التوراۃ والانجیل" (انجیل اور تورات میں کوئی تحریف نہیں ہوئی) یہ حصہ ۱۶۳ صفحہ تک ہے۔ دوسرے حصہ کے شروع میں لکھا ہے "کیف تخلص ایھا الانسان" (اے انسان! تیری نجات کس طرح ہے) یہ حصہ ۲۹۵ صفحات تک ہے اور تیسرے حصہ کے شروع میں لکھا ہوا ہے "کیف تعرف دین الحق" (دین حق کی معرفت ہمیں کیسے ہو سکتی ہے؟) اور یہ حصہ ۴۸۴ صفحات تک جاتا ہے۔

دار الکتب المصریہ اور سوئیٹزرلینڈ کے اس مطبوعہ نسخہ میں اس قدر فرق ہے کہ دونوں نسخوں کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو مصنفین کی دو مختلف کتابیں ہیں۔ اور ان دونوں ایڈیشنوں کے مابین بعد المشرقین ہے۔

دار الکتب المصریہ، قاہرہ میں میزان الحق کا جو نسخہ موجود ہے اس کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ میں تین فصلیں ہیں اور پوری کتاب تین ابواب اور پندرہ فصول پر مشتمل ہے۔ چند مرکزی عنوانات اس طرح ہیں: انسان کی روحانی ضروریات اور قلبی شوق کی تسکین دینوی لذتوں سے ممکن نہیں۔ عقل انسانی سے خدا کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ عہد قدیم اور عہد جدید کی کتابیں نہ تو منسوخ ہیں اور نہ ہی ان میں تحریف ہوئی ہے۔ قرآن حکیم تورات اور انجیل کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ تورات و انجیل میں کبھی نسخ نہیں ہوا۔ مسیح نے نجات کا راستہ کیسے تلاش کیا۔ تورات اور انجیل کے کلام اللہ ہونے کے دلائل۔ دنیا میں مسیحی تعلیمات کیسے پھیلیں۔ کیا مسلمانوں کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی پیش گوئی تورات و انجیل میں کی گئی تھی؟ قرآن کے معانی و احکام اور خبریں۔ محمد ﷺ کے اوصاف اور ان کے اعمال۔ اسلام کیسے پھیلا۔ وغیرہ وغیرہ۔

تحریک آزادی کے نامور رہنما اور صاحب طرز ادیب مفکر احرار چودھری افضل حق کی خود نوشت سوانح

میرا افسانہ

قیمت ۱۱۰/- روپے

رعائتی قیمت ۹۰/- روپے
ڈاک خرچ ۱۰/- روپے

چالیس برس بعد دوبارہ شائع ہوگئی ہے

○ میرا افسانہ ○ ایک عہد اور ایک زمانے کی سوانح ○ آزادی کے مجاہدوں کا تذکرہ

کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ طباعت، خوبصورت جلد صفحات ۲۰۸ قیمت ۱۱۰ روپے